عورت کی شہادت

جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری (سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

اسلامی نظریاتی کونسل میں رہتے ہوئے ہمارے بزرگ علماء، اساتذہ، اور مفتیان کرام نے جو علمی وفقہی خدمات انجام دیں ان کی ایک جھلک کے طور پر ہم انہی صفحات پر انشاء اللہ فوقتاً فوقتاً وہ اہم علمی وفقہی تحریریں شائع کرتے رہیں گے، جو کونسل میں زیر بحث مسائل پر پیش کی گئیں......اس سلسلہ کی خشتِ اول کے طور پر درج ذیل مقالہ پیش قارئین ہے جو مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کونسل میں زیر بحث موضوع (عورت کی شہادت کی شرعی حیثیت) کے حوالہ سے ۱۹۹۱ء میں تحریر فرمایا تھا......اور اسے کونسل میں پیش کیا تھا......آج بھی اس مقالہ کی اہمیت واضح ہے اور اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

الحمدلله و کفی و صلوة الله علی رسوله و علی عباده الذین اصطفی.

ان احکام کو جو قرآن وسنت میں صراحۃً بیان ہوئے ہیں اور جن پر آج تک امت مسلمہ کا اجماع ہے امتیازی قوانین قرار دینا اسلام سے مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ عورت کی شہادت کے سلسلے میں قرآن وسنت، اجماع امت میں صریح احکام موجود ہیں، اور تمام آئمہ مجتہدین مقبولین کی صراحتیں موجود ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ ان تمام ادلہ کو درج کرتا ہوں، واللہ ولی التوفیق۔

دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

۱۔ واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل و امرأتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرى، (البقرة ۲: ۲۸۲)

اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کرلیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک

☆احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کو روکنا احتکار کہلاتا ہے☆

مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہیں ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے۔

اس آیت کی رو سے تمام مالی معاملات مثلاً بیع اجارہ رہن اقرار اور غصب وغیرہ میں ہی مذکورہ بالا نصاب شہادت ہے۔ احناف کے نزدیک تمام مالی امور نیز نکاح، رجعت اور طلاق کے مسائل میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت قابل قبول ہے مگر حدود اور قصاص میں قابل قبول نہیں ہے۔ حافظ ابن قیم نے بھی اس رائے کو ترجیح دی ہے۔ امام مالک آئمہ شافعیہ اور دیگر بہت سے فقہاء کا مذہب بھی یہی ہے کہ عورتوں کی شہادت صرف مالی امور اور ان کے متعلقات میں قابل قبول ہے، حدود و قصاص، نکاح، طلاق اور رجعت کے احکام و مسائل میں قابل قبول نہیں ہے۔ عورت کی گواہی قبول نہ کرنے پر خلفاء راشدین صحابہ اور تابعین کی روایتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ چند روایات یہ ہیں۔

(۱)عن علی انہ لاتجوز شہادۃ النساء فی الطلاق ولا فی النکاح ولا فی الدماء ولا الحدود (المحلی ۹/۳۹۷ و کنز العمال ۷/۲۵)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عورتوں کی شہادت طلاق نکاح خون اور حدود میں جائز نہیں۔

(۲)وصح عن ابراھیم النخعی انہ لایجوز شہادۃ النساء فی الطلاق ولا فی النکاح ولا فی الحدود (المحلی ۹/۳۹۷)

ترجمہ: اور ابراہیم نخعی سے بروایت صحیحہ منقول ہے کہ طلاق نکاح اور حدود میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے۔

(۳)وصح عن الحسن البصری لاتجوز شہادۃ النساء فی الحدود ولا فی جراح العمد (المحلی ۹/۳۹۷)

ترجمہ: اور حسن بصری سے مروی ہے کہ عورتوں کی شہادت حدود اور قصداً زخم لگانے کے بارے میں مقبول نہیں۔

(۴)عن حماد بن ابی سلیمان لاتقبل شہادۃ النساء فی الحدود (المحلی ۹/۳۹۷)

ترجمہ: حماد بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ عورتوں کی شہادت حدود میں قبول نہیں کی جائے گی۔

☆ بیع صرف: چاندی یا سونے کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں ☆

(۵)قال سفیان الثوری فی احدقولیه تقبل المراتان مع رجل فی القصاص وفی الطلاق والنکاح وفی کل شی حاشاالحدود ویقبلن منفردات فیما لایطلع علیه الا النساء.(المحلی . ۹/۳۹۷)

سفیان ثوری نے اپنے ایک قول میں فرمایا دوعورتوں کی گواہی ایک شخص کے ساتھ قصاص میں طلاق میں نکاح میں اور ہر چیز میں قبول کی جائے گی سوائے حدود کے اور تنہا عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی ایسی چیزوں میں جن پر صرف عورتیں ہی مطلع ہوتی ہیں۔ایسی صورت میں سفیان کے قول سے استدلال کرتے ہوئے قصاص ودیت کے معاملے میں عورتوں کی گواہی کے جواز کا قول کرنا صراحۃً غلط ہے۔حضرت امام زفر کا قول ہے کہ کسی بھی معاملہ میں عورت کی شہادت تنہا،یعنی جب اس کے ساتھ مرد نہ ہو،قبول نہ کی جائے گی۔

(۶)عبدالرحمن عن سفیان الثوری عن بردعن مکحول قال،لاتجوزشهادة النساء الافی الدین .(المحلی . ۹/۳۹۶)

ترجمہ:عبدالرحمٰن نے سفیان ثوری سے،انہوں نے برد سے اور مکحول سے روایت کی ہے کہ عورتوں کی شہادت دَین کے علاوہ کہیں جائز نہیں۔

(۷)عن ابن ابی سبره عن موسی بن عقبة عن القعقاع عن ابن عمر لاتجوزشهادة النساء وحدهن الاعلی مالایطلع علیه غیرهن من عورات النساء وحملهن وحیضهن.(المحلی . ۹/۳۹۶)

ترجمہ:ابن ابی سبرہ نے روایت کی موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے قعقاع سے ابن عمر سے کہ تنہا عورتوں کی گواہی صرف انہی امور میں جائز ہے جن پر صرف عورتیں ہی مطلع ہوتی ہیں نیز حمل اور حیض کے معاملات میں۔

(۸)عن ابراهیم بن ابی یحیی عن ابی ضمیره عن ابیه عن جده عن علی لاتجوزشهادة النساء بحتاحتی یکون معهن رجل وعن عطاء مثل هذا وعن عمر بن عبدالعزیزمثله .صیح عنهما (المحلی . ۹/۳۹۶)

ترجمہ:ابراہیم بن ابی یحییٰ ابوضمیرہ سے،وہ اپنے باپ سے اپنے دادا سے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ صرف عورتوں کی شہادت جائز نہیں یہاں تک کہ ان کے ساتھ کوئی مرد ہو۔اور عطاء سے بھی ایسی

☆اجارہ:کسی چیز کے منافع معلوم ،متعین معلوم قیمت پر فروخت کرنا اجارہ ہے☆

ہی روایت ہے اور عمر بن عبدالعزیز سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ اور عطاء اور عمر بن عبدالعزیز دونوں سے یہ صحیح روایتیں ہیں۔

(۹) عن سعید بن المسیب و عبداللہ بن عتبہ لاتقبل النساء الافی مالایطلع علیہ غیرھن. (المحلی. ۹/۳۹۶)

ترجمہ: اور سعید ابن میتب اور عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عورتوں کی گواہی صرف انہی معاملات میں قبول ہوگی جن پر انہی کے علاوہ کسی اور کو اطلاع نہیں ہوتی۔

(۱۰) احمدبن محمدعن الحسن بن محبوب عن محمدبن الفضیل. قال سالت ابالحسن الرضا علیہ السلام قال..... ولاتجوز شہادتھن فی الطلاق ولافی الدم شیخ الطائفہ ابو جعفر محمدبن حسن الطوسی (الاستبعار. تہران ۳/۲۳ نمبر ۷۳)

ترجمہ: احمد بن محمد حسن بن محبوب محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا عورتوں کی گواہی طلاق اور قصاص میں جائز نہیں۔

(۱۱) سھل بن زیادعن ابی نجران عن مثنی الحناط عن ذرارہ قال، سالت اباجعفر علیہ السلام عن شہادۃ النساء .....قلت تجوز شہادۃ النساء مع الرجال فی الدم قال، لا. (الاستبصار. ۳/۲۴)

ترجمہ: سہل بن زیاد ابونجران سے مثنی حناط سے ذرارہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عورتوں کی بابت دریافت کیا تو میں نے کہا کہ کیا عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ قصاص میں قبول ہے آپ نے فرمایا نہیں۔

(۱۲) احمدبن محمدعن ابن محبوب عن ابراھیم الخارقی قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول ..... ولاتجوزفی الطلاق ولافی الدم. (الاستبصار. ۳/۲۴ نمبر ۷۵)

ترجمہ: احمد بن محمد ابن محبوب سے ابراہیم الخارقی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابوعبداللہ علیہ السلام کو وہ فرماتے تھے عورتوں کی گواہی طلاق اور قصاص میں جائز نہیں۔

(۱۳) روی احمدبن محمد عن بنان بن محمد عن ابیہ عن ابن ضمیرۃ عن السکونی عن جعفر عن ابیہ عن علی علیہم السلام انہ کان یقول .....شہادۃ النساء لاتجوز فی

☆ بیع تعاطی: بیع (ایجاب قبول کیے بغیر قیمت دے کر مبیعہ لے لینا) ☆

طلاق ولانکاح ولافی حدود اللہ الافی الدیون ومالایستطع الرجال النظر الیہ
.(الاستبصار .۱۳/۲۵ نمبر ۸۰)

ترجمہ: احمد بن محمد بنان بن محمد سے ان کے باپ سے ابن ضمیرہ سکونی سے جعفر سے ان کے باپ سے حضرت علیؓ سے روایت کی آپ فرماتے تھے عورتوں کی گواہی طلاق نکاح حدود میں جائز نہیں۔صرف دیون میں اوران معاملات میں جائز ہے جن کا مشاہدہ مرد نہیں کرسکتے۔

(۱۴) وعن عطاء مثل ھذا وعن عمر بن عبدالعزیز مثلہ صح عنھما. (المحلی ۴۷۸/۸.)

ترجمہ: اور عطاء سے ایسی ہی روایت ہے (جیسی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے)۔

جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اور خلفاء راشدین ،تابعین اور آئمہ مجتہدین سب ہی کے نزدیک حدود وقصاص میں عورتوں کی گواہی کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے عہد کی کوئی ایک مثال بھی ایسی موجود نہیں کہ جس میں کسی خاتون پر حدود وقصاص کو جاری کیا گیا ہو نہ ہی خلفاء راشدین کے عہد کا کوئی ایسا مستند واقعہ سامنے آیا اور چونکہ لوگ احکام دین سے واقف تھے،اس لئے کوئی خاتون اس قسم کے معاملات میں گواہی دینے کو گھر سے نکلی ہی نہیں ،اس کے برخلاف مرد گواہیاں دیتے رہے اور فیصلے ہوتے رہے۔عورتوں کی گواہی حدود وقصاص میں قبول نہ کرکے عورتوں پر کوئی ظلم نہیں کیا گیا ہے۔اس لئے اس پر کسی دور میں خواتین کی طرف سے احتجاج بھی نہیں ہوا۔بلکہ عورتوں نے اپنے لئے اس معاملہ میں آسانی سمجھی دراصل یہاں حدود وقصاص میں عورت کی گواہی قبول نہ کرنا محض ملزم کو شک کا فائدہ دینے کے لئے ہے جو شریعت کا حکم بھی ہے اور منشا بھی ہے ،لہذا ایسے معاملات جن میں شک کا فائدہ نہیں دیا جاتا ہے وہاں عورتوں کی گواہی مقبول ہوتی ہے قتل کے معاملات میں بھی عورت کی گواہی تعزیری سزا دینے کے لئے قبول کی جائے گی ،لہذا یہ خدشہ درست نہیں کہ اس طرح اکثر قاتل چھوٹ جائیں گے اور جیسا کہ معلوم ہے تعزیری سزا میں قتل کیا جا سکتا ہے لہذا قصاص ودیت کی حد تک عورت کی گواہی قرآن وسنت کی روشنی میں قبول نہ کی جانا یہ عورت کی توہین نہیں ہے، بلکہ ملزم کو شک کا فائدہ دینے کے لئے ہے۔

☆ اقالہ: خرید وفروخت کے معاملہ کو ختم کرنا اقالہ کہلاتا ہے۔

مذاہب اربعہ

احادیث وآثار کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی شہادت سے متعلق ائمہ مجتہدین کی آراء اور فیصلوں کا بھی ذکر دیا جائے۔ یہ امر واضح رہنا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین متبوعین کی اہمیت تشریع اسلامی میں نا قابل انکار ہے، جس معاملہ میں ان حضرات کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو وہاں تو امت مسلمہ کے لئے یہ سہولت میسر آجاتی ہے کہ کسی ایک کے قول پر عمل کرلیں بشرطیکہ ایسی ضرورت درپیش ہو کہ اپنے امام کا قول ومذہب چھوڑنا پڑے، لیکن جہاں یہ تمام آئمہ متفق ہوں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ امت مسلمہ کی اجتماعی رائے اور متفقہ فیصلہ ہے اسی اجماع کو قرآن کریم میں سبیل مومنین قرار دیا گیا ہے فرمان الٰہی ہے:

ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔(النساء: ۱۱۵)

ترجمہ تو ہم اس کو اسی راہ پر چلائیں گے جو اس نے اختیار کی ہے اور مومنین کی راہ کے علاوہ کسی اور راہ کی پیروی کی اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

امت مسلمہ کے اجتماعی فیصلوں سے گریز کو زبان رسالت میں شذوذ قرار دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.....من شذ شذ فی النار.....ترجمہ: جس نے الگ راستہ اختیار کیا وہ تنہا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اگر غور کیا جائے تو قرآن وسنت کے بعد امت مسلمہ کے ان اجماعی فیصلوں کی برکت ہی سے اسلام آج تک اپنی اصل شکل میں موجود ہے اور فقہاء اسلام کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی تشخص کی حفاظت کریں اور خرق اجماع سے احتراز کریں۔

رفیق البرکات لاھل الزکاۃ

زکوۃ کے قدیم وجدید مسائل کا احاطہ کرنے والی، نئے انداز کی کتاب

زکوۃ کے مسائل ....تالیف مفتی محمد رفیق الحسنی

ناشر: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی

☆ بیع بضربۃ القانص: شکار کا ایک یا دو مرتبہ جال پھینکنے کو فروخت کرنا۔(ھدایہ)

ا۔حنفیہ

حنفیہ نے شہادت کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(الف)زنا کی شہادت اس کے لئے چار مردوں کا ہونا ضروری ہے۔اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیات ہیں۔

والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدو اعلیهن اربعة منکم (النساء : ۱۵)

ترجمہ:اور وہ عورتیں جو تمہاری عورتوں میں سے زنا کا ارتکاب کریں تو ان پر تم اپنوں میں سے چار مرد گواہ طلب کرو۔

(ب)لو لاجاء و اعلیه باربعة شهداء (النور : ۱۳)

ترجمہ:تو وہ اس پر چار مرد گواہ کیوں نہ لائے۔

(ج)والذین یرمون المحصنات،ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة (النور : ۴)

ترجمہ:اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر الزام (زنا) رکھتے ہیں پھر چار گواہ نہ لائیں۔تو ان کو اسی کوڑے مارو۔

اسی آیت کی روشنی میں حضرت عمرؓ نے ان تین اشخاص پر حد قذف لگائی جنہوں نے مغیرہؓ کے خلاف زنا کی شہادت دی تھی اور چوتھے نے کہا کہ میں نے دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا تھا اس سے زائد کچھ نہیں۔

بلال بن امیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی سے زنا کرتے دیکھوں تو کیا اس کو قتل کردوں؟ آپ نے فرمایا نہیں چار گواہ لاؤ،انہوں نے عرض کی جب تک میں گواہ لاؤں گا مجرم بھاگ جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا:

اربعة شهداء و الاحدفی ظهرک: چار گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگیں گے۔

یہ واقعہ اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے کافی ہے کہ اگر زنا کے وقت سوائے عورت کے دوسرا کوئی نہ ہو تو پھر تنہا عورت کی گواہی کافی ہونی چاہئے۔اب یہ واقعہ خود عہد رسالت میں ہوا مگر آپ ﷺ نے اس کے ثبوت کے لئے چار مرد گواہوں کو ضروری قرار دیا اور ایک مرد کی گواہی بھی قبول نہ فرمائی جس

☆ بیع من یزید:بولی کی بیع (یعنی جو زیادہ قیمت لگائے گا اسی کو شے فروخت کی جائے گی

ضرورت کا اظہار ہمارے دور میں کیا جارہا ہے نزول قرآن کے دور میں بھی تھی مگر اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

سرقہ، حرابہ، قصاص اور دوسری حدود کی شہادت میں دو مردوں کا ہونا ضروری ہے ان امور میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

(الف) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ادرؤ الحدود بالشبہات،،

ترجمہ: حدود کو شبہات کی وجہ سے ختم کردو۔

حدود کی سزائیں انتہائی عبرت انگیز اور مثالی ہیں اور یہ عین معقول بات ہے کہ ایسی سزاؤں کے ثبوت کے لئے انتہائی مستند شہادتیں ہوں، اسلام نے عورت کا معاشرہ میں جو کردار متعین کیا ہے اس کا لازمی تقاضا ہے کہ عورت بالعموم ان جرائم کے مشاہدے سے دوری رہتی ہے اس لئے اس کا ان جرائم کو بخوبی دیکھنا اور ان میں شہادت دینا قدرے مشکوک ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام ہیں ان میں عام طور پر مذکر کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں لیکن حکم میں مرد وزن دونوں شریک ہیں جیسے

اقیموا الصلوۃ، آتوا الزکاۃ، اطیعوا اللہ وغیرہ سے لیکن شہادت کے باب میں معاملہ قدرے مختلف ہے، عورت کی شہادت کو صرف مالی معاملات میں ذکر کیا گیا ہے وہ بھی اس طرح کہ فان لم یکونا رجلین فرجل وامرتان (البقرۃ: ۲۸۲) ترجمہ: پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔

اس سے اس امر کی صراحت ہوتی ہے کہ بنیادی طور پر عورت کی شہادت کو قبول نہیں کیا گیا ہے، صرف بدرجہ مجبوری اس کی شہادت مانی گئی ہے اور وہ تنہا نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ کہ ایک عورت اور ہو نیز ایک مرد بھی ہو۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اصل شہادت تو مرد ہی کی ہے دو عورتیں ایک مرد کا بدل ہیں یہ شبہ بدلیت عورت کی شہادت کو مشکوک کرتا ہے قدرے مشکوک شہادت مالی معاملات اور بعض دوسرے معاملات میں تو چلائی جاسکتی ہے لیکن جن معاملات کے بارے میں صراحت ہے کہ وہ شبہات سے ختم ہوجاتے ہیں مقبول نہیں۔

پھر امام زہری کی روایت ہے کہ۔

☆ثمن: وہ مقدار جس پر عاقدین رضامند ہوجائیں خواہ وہ قیمت سے زائد ہو یا کم☆

مضت السنة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم و الخليفتين من بعده لاشهادة للنساء في الحدود و القصاص (نصب الرايه ۴/ ۷۹)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ اوران کے بعد دونوں خلفاء کے عہد سے یہ سنت چلی آ رہی ہے کہ حدود وقصاص میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں۔

(ج) دوعورتوں کی شہادت رکھنے کی وجہ خود قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرى ۔ترجمہ: اس اندیشہ سے کہ اگران دونوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو دوسری یاددلادے۔

اس آیت کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ شہادت ایک دے گی اور دوسری صرف موجود رہے گی بلکہ دونوں شہادتیں دیں گی اور مرد گواہوں کے برخلاف ایک ساتھ دیں گے۔اور ہرایک کے بارے میں بھول جانے کا اندیشہ اور خطرہ یکساں طور پر ہے۔اوراگرکسی نے ادائے شہادت میں غلطی کی توان کے لئے یہ رعایت ہے کہ باہمی مشورے سے صحیح بات یادکرکے گواہی دیں۔حالانکہ مرد گواہوں میں اگرگواہی دیتے وقت اختلاف ہوجائے توان کی گواہی مشکوک قرار پاتی ہے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو گواہوں کی گواہی میں لفظا اتحاد ضروری ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک دونوں گواہیاں معنا متحد ہونی چاہئیں (فتح القدیر ۶/ ۷، البدائع ۶/ ۲۷۷)

عام طور پراسلامی معاشرہ میں کوئی خاتون گھر سے تنہانہیں نکلتی ہے خاص طور پر عدالت وغیرہ جیسے مقامات پروہ کسی ساتھی کی متلاشی ہوتی ہے اللہ تعالی نے خواتین کی فطرت کے عین مطابق گواہی میں دوعورتوں کورکھا ہے اور جہاں مجبوری ہے وہ صورتیں مستثنی ہیں۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا۔

اليس شهادة المرئة مثل نصف شهادة الرجل؟قلنا بلى يارسول الله (بخاری باب شهادة النساء)

ترجمہ: کیاعورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف کی طرح نہیں ہے۔

اب جہاں تنہاعورت کی شہادت مقبول قراردی گئی ہے وہ دوسرے نصوص کی وجہ سے اس حکم عموی سے مخصوص ہے اور یہ چیز نصوص شرعیہ میں بکثرت ہے مگرمخصص اسی درجہ کاہونا چاہئے جس درجہ کامخصوص عنہ ہے محض اپنی مرضی اور پسند سے تخصیص نہیں ہوسکتی ہے۔

☆ بیع بالقاءالحجر: بائع یامشتری کہے اگرمیں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی

۲۔وہ امور جو عام طور پر مردوں سے پوشیدہ رہتے ہیں یا جن کی طرف مردوں کا دیکھنا جائز نہیں ان میں دو عورتوں کی شہادت بلکہ ایک عورت کی شہادت بھی کافی ہے۔اس کے دلائل یہ ہیں۔

(الف)حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

شہادۃ النساء جائزۃ فیمالایستطیع الرجال النظر الیه (نصب الرایة ۴/۸۰)

ترجمہ:عورتوں کی شہادت جائز ہے ان چیزوں میں جن کی طرف مرد نگاہ نہیں کر سکتے ہیں۔

(ب)حضرت حذیفہؓ کا قول ہے۔

اجازرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شہادت القابلة علی الولادۃ (نصب الرایة ۴/۸۰)

ترجمہ:حضور ﷺ نے دائی کی گواہی کو ولادت کے سلسلہ میں جائز قرار دیا۔

(ج)ظاہر ہے کہ ان امور کو خواتین بخوبی مشاہدہ کر سکتی ہیں اور پھر ان سے حدود ثابت نہیں کی جارہی ہیں جو شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

(د)عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام زہری سے روایت کی ہے کہ

مضت السنۃ ان تجوز شہادۃ النساء فیما لایطلع علیه غیرھن من ولادت النساء وعیوبھن (کنزالعمال فی سنن الاقوال ۷/۲۲)

ترجمہ:عورتوں کی گواہی ان امور میں جائز ہے جن پر ان کے علاوہ کوئی مطلع نہیں ہوتا ہے جیسے ولادت اور نسوانی عیوب۔

عن ابن عمر قال لاتجوز شہادۃ النساء وحدھن الاعلی مالایطلع علیه الاھن من عورات النساء ومایشبه ذالک من حملھن وحیضھن (کنزالعمال فی سنن الاقوال ۷/۲۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تنہا عورتوں کی شہادت صرف انہی امور میں جائز ہے جن پر صرف وہی مطلع ہوتی ہیں مثلاً عورتوں کے خفیہ مقامات حمل اور حیض وغیرہ۔

مرتبہ رابعہ

حقوق ومعاملات مثلاً بیع وشراء ،نکاح،طلاق ،وصیت،وقف وغیرہ ان تمام امور میں ایک

☆خیار عیب:خرید کردہ چیز کو کسی عیب نکلنے کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار رکھنا☆

مرداور دوعورتیں نصاب شہادت ہے۔اس کے دلائل یہ ہیں۔

(الف) واستشهدوا شهيدين من رجالكم ،فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتان ممن ترضون من الشهداء (البقره: ۲۸۲)

ترجمہ: دومردوں کو ایسے معاملے کے گواہ کرلیا کرو اور اگر دومرد نہ ہوں تو ایک مرداور دوعورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں)

مالکیہ

مالکیہ کے نزدیک کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے درج ذیل شہادتیں ہونی چاہئیں۔

(۱) زنا کے لئے چار مرد ضروری ہیں اس میں عورتوں کی گواہی مقبول نہیں۔

(۲) جو امور مالی نہیں اور ان پرعموما مرد مطلع ہوتے ہیں جیسے نکاح،طلاق رجعت،شراب نوشی ،قذف،وکالت،قتل عمدان میں دومردوں کا ہونا ضروری ہے ان میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں۔

(۳) مالی امور،مالی حقوق،جیسے شفعہ،اجارہ،قتل خطاء،قرض،بیع وشراء وغیرہ ،اس میں دومرد،ایک مرداور دوعورتیں ضروری ہیں۔یہاں بھی تنہا عورتوں کی گواہی مقبول نہیں۔

(۴) وہ امور جن پرعموما مرد مطلع نہیں ہوتے ہیں ،جیسے ولادۃ ،بکارت ان میں دوعورتوں کی گواہی کافی ہے۔

(۵) بعض معاملات میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے جیسے ثبوت رضاعت (تبصرہ ۱/۲۰۷ وما بعد)

شافعیہ

شافعیہ کے نزدیک شہادت کی اقسام یہ ہیں۔

(۱) زنا،لواطت،مردہ کے ساتھ بدفعلی اور جانور کے ساتھ بدفعلی ایسے جرائم میں چار مرد گواہ ضروری ہیں۔خواہ سزا حد کی ہو یا تعزیر کی۔

(۲) مال خواہ عین ہو یا دین یا منفعہ یا کوئی عقد جس میں مال کا ذکر ہو جیسے بیع،اقالہ،رہن،شفعہ،وراثت وغیرہ دومرد یا ایک مرداور دوعورتیں۔

(۳) شراب کی حد،قصاص،قذف،نکاح،طلاق ،رجعت وغیرہ میں دومرد یا ایک مرداور دوعورتیں ضروری ہیں،اس لئے کہ زہری سے مروی ہے کہ عورتوں کی گواہی حدود،نکاح اور طلاق میں مقبول

☆توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کردینا ☆

نہیں۔

(۴) وہ امور جو صرف عورتیں دیکھتی ہیں جیسے بکارت وغیرہ اس میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا چار عورتیں کافی ہیں کیونکہ یہاں ضرورت ہے۔

(۵) صرف ایک شخص کی گواہی سے رمضان کا چاند ثابت ہوگا (حواشی تحفۃ المحتاج ۱۰/۲۴۵ وما بعد

حنابلہ

ان کے نزدیک گواہی کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) زنا اور لواطت میں، چار مردوں ہی کی گواہی مقبول ہوگی۔

(۲) کسی شخص کو فقیر اسی وقت قرار دیا جا سکتا ہے جب اس کی قوم کے تین عاقل شخص اس امر کی گواہی دیں کہ یہ شخص فاقہ زدہ ہو گیا ہے۔

(۳) تمام حدود میں دو مردوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ زہری کا قول ہے۔

مضت السنة على عهد النبى صلى الله عليه وسلم الاتقبل شهادة النساء فى الحدود.

(۴) نکاح، طلاق، نسب، وصیت وغیرہ امور جو نہ تو سزا کے قبیلہ سے ہیں اور ان پر عام طور سے مرد مطلع ہوتے ہیں ان میں دو مردوں ہی کی گواہی مقبول ہوگی۔

(۵) موضحہ (زخم کی ایک قسم) اور دوسرے زخموں میں ایک طبیب کی گواہی مقبول ہے اگر دو نہ مل سکیں ورنہ دو ہی چاہئیں۔

(۶) مالی امور میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں۔

(۷) وہ امور جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے ہیں ان میں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے۔ ابو خطاب ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت میں ایک عورت کی گواہی قبول ہوگی لیکن زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ دو ہوں (کشاف القناع ۶/۳۵۰)

امامیہ

امامیہ، شیعہ فقہ کی رو سے شہادت کی قسمیں یہ ہیں۔

(۱) چاند اور طلاق میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں، تنہا عورتوں کی شہادت حدود میں مقبول نہیں۔

(۲) زخموں میں اور قتل میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت مقبول ہے لیکن عورتوں کی شہادت سے

قصاص واجب نہیں ہوگا دیت ہوگی۔

(۳) دیون میں مردوں کے ساتھ اگر عورتیں ہیں تو شہادت مقبول ہے۔

(۴) بکارت اور عورت کے پوشیدہ عیوب میں تنہا عورتوں کی شہادت مقبول ہے۔ بلکہ اس جیسے معاملات میں اگر ایک ہی عورت میسر ہو تو اس کی شہادت مقبول ہے۔

(۵) اور المختصر النافع میں ہے کہ زنا کے ثبوت کے لئے چار مرد، یا تین مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں یعنی ان کی گواہی سے رجم کی سزا ہوسکتی ہے اور محض چار عورتوں سے کوڑے مارے جاسکتے ہیں رجم نہ ہوگا اور چھ عورتوں اور ایک مرد کی گواہی یا صرف عورتوں کی گواہی زنا میں مقبول نہ ہوگی۔

(۶) بہائم سے وطی اور مردہ سے وطی میں دو عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے، تنہا عورتوں کی گواہی یا مردوں کے ساتھ ملکر ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی (المختصر النافع۔۲۸۷۔۲۹۲۔۳۰۰، کفایۃ الاحکام شرائع الاسلام)

زیدیہ

شیعہ زیدیہ کے نزدیک شہادت کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) زنا کے لئے چار مردوں کی ''اصالۃ'' گواہی ضروری ہے شہادت علی الشہادۃ کافی نہ ہوگی۔ زنا میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں، اسی طرح فروع کی گواہی معتبر نہیں۔

(۲) شراب نوشی، قذف، سرقہ اور قصاص میں دو مردوں کی گواہی اصالۃً ضروری ہے اس میں عورتوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

(۳) وہ امور جن پر مرد عموماً مطلع نہیں ہوتے ہیں ان میں ایک عادل عورت کی گواہی مقبول ہوگی۔

(۴) مذکورہ امور کے علاوہ دوسرے معاملات میں دو مرد، ایک مرد، دو عورتیں کافی ہیں (شرح الازھار:۴/۱۸۵)

اباضیہ

شیعہ اباضیہ کے نزدیک یہ تفصیل ہے۔

(۱) رجم، کوڑوں، قطع ید، تعزیر، نکال اور حد میں عورتوں کی نہ تنہا مقبول ہے اور نہ مردوں کے ساتھ حدود میں عورتوں کی گواہی مطلقاً مردود ہے۔

(۲) وہ امور جن پر مرد عموماً مطلع نہیں ہوتے ہیں ان میں عورتوں کی گواہی مقبول ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ محض ایک عورت کافی ہوگی یا دو یا چار (شرح نیل الاوطار:۶/۵۸۴، مابعد)

☆ خیار شرط: کسی چیز کو خریدتے وقت لینے یا نہ لینے کا اختیار رکھنا ☆

ظاہریہ

ان کے نزدیک شہادت کی یہ تفصیل ہے۔

(۱) زنا میں چار عادل مسلمان مردوں کا ہونا ضروری ہے یا ہر مرد کے بجائے دو عورتیں۔لہذا تین مرد دو عورتوں، دو مرد چار عورتوں یا ایک مرد چھ عورتوں یا آٹھ عورتوں کی گواہی مقبول ہوگی۔

(۲) حدود، قصاص، نکاح، طلاق، رجعت اور دوسرے حقوق میں دو مسلمان مرد، ایک مرد دو عورتوں یا چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔

(۳) حدود کے علاوہ دوسرے معاملات میں ایک مسلمان عادل مرد یا دو عورتوں کی گواہی مدعی کی یمین کے ساتھ مقبول ہوگی۔

(۴) رضاعت میں ایک عادل مرد یا ایک عورت کی گواہی مقبول ہے۔(المحلی:۴۸۵/۸)

ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ دنیائے اسلام اور کل امت مسلمہ کے معروف فقہی مذاہب میں شہادت کے سلسلہ میں مذاہب کو یکجا کردیا ہے ان مذاہب کے علاوہ اگر کوئی قول ملتا ہے تو وہ محض شاذ ہوگا جس کا حکم از روئے حدیث ہم پہلے بیان کرآئے ہیں ان تمام آئمہ کے اجماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی گواہی تنہا صرف ان ہی معاملات میں مقبول ہے جن میں مرد کی رسائی نہیں ہے اور وہ معاملات قیاس پر نہیں چھوڑے گئے ہیں بلکہ فقہاء نے ان کو وضاحت سے بیان کردیا ہے۔یعنی ولادت رضاعت، عیوب نساء اب اس تفصیل کے بعد اگر ہم سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ ہم ہر معاملہ میں عورت کی گواہی کو مرد کے برابر قرار دے دیں تو یہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف مطالبہ ہے اور کوئی مسلمان اس کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

اشکال اور کیا جارہا ہے کہ حد زنا میں تنہا عورتوں کی شہادت بھی مان لی جائے بلکہ یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ محض ایک عورت کے استغاثہ پر ہی حد جاری کردی جائے تو تفصیل بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فقہ میں بھی **لاتجوز شهادة النساء بحتا حتي يكون معهن رجل وعن عطاء مثل هذا وعن عمر بن عبدالعزيز مثله صح عنهما(المحلی ۴۷۸/۸)**

ترجمہ:عورتوں کی تنہا شہادت کہ ان کے ساتھ مرد نہ ہو جائز نہیں اور عطاء اور عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے بروایت صحیح یہی منقول ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عطاء کی صحیح روایت وہی ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اگر ان کا کوئی قول اس کے خلاف ہے تو وہ غیر صحیح ہے اور اگر فرض کریں کہ عطاء کے دو قول ہوں تو ہم عطاء کے اس قول کو اہمیت دیں گے جس کو پوری امت مسلمہ کی تائید حاصل ہے جیسا کہ اس جیسے معاملات

☆صاحبین: فقہ میں صاحبین سے مراد امام ابو یوسف وامام محمد ہیں۔(رحمہما اللہ تعالی)

میں کہا جاتا ہے۔اور اس طرح وہ اجماع کی مخالفت کے اعتراض سے بھی بچ جائیں گے اور کیا خبر کہ عطاء نے اپنے پہلے قول سے اس لئے رجوع کرلیا ہو اور یہ دوسرا قول امت مسلمہ کی اجماعی فکر کے مطابق کیا ہو اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ عطاء کے دونوں قول ہیں تو ہم ایسے مضطرب اقوال پر امت مسلمہ کے اجماع کو چھوڑ کر کیوں توجہ دیں۔

ہم قرآن وسنت نیز اجماع امت کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام امت مسلمہ نے عورت کی شہادت کو مرد کے مساوی قرار نہیں دیا ہے بلکہ تنہا عورت کی شہادت کو لائق اعتناء ہی نہیں گردانا ہے سوائے ان مقامات کے جن کی تصریحات نصوص میں موجود ہیں۔اب اس کے بعد ہم اس امر کے مکلف نہیں بنائے گئے ہیں کہ قوانین اسلام کو لوگوں کی خواہشات کے مطابق ڈھال دیں۔اگر خدانخواستہ اس جیسے اجماعی مسئلہ میں کج روی اختیار کی گئی تو اللہ کے دین کی حصار میں ایک ایسا شگاف پڑے گا جس کو پر کرنا ممکن نہ ہوگا۔نعوذ باللہ من......

اور پھر وہی ہوگا جو حق تعالی نے فرمایا ہے۔

(۱) ولاتتبع اھواء ھم عماجاء ک من الحق (المائدۃ:۴۸)

(۲) لن ترضی منک الیھود ولاالنصاری حتی تتبع ملتھم (البقرۃ:۱۲۰)

ترجمہ:(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے یہود ونصاری ہرگز راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی کرنے نہ لگ جائیں۔

جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں رہنمائی کی گئی ہے اسلام کے قوانین پر اعتراض کرنے والے کسی حقیقی مشکل کا ازالہ نہیں چاہتے ہیں بلکہ ان کا ہدف اسلامی قوانین کے تاروپود کو بکھیرنا ہے۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ بعض اوقات قتل ایسے مقامات پر ہوتے ہیں کہ جہاں سوائے عورتوں کے یا ایک عورت کے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا ہے ایسی صورت میں کیا مقدمہ خون رائیگاں جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قتل کی گواہ اگر صرف ایک عورت ہی ہے تو اس سے قصاص تو ثابت نہ ہوگا۔لیکن اسلامی عدالت اس صورت میں تعزیری سزا دے سکتی ہے اور تعزیری سزا تو قرائن کی شہادت نیز دوسرے طرق اثبات سے بھی ہو سکتی اور یہ تعزیری سزا سخت بھی ہو سکتی ہے۔

اگر معاملہ کسی خاتون کی جبراً آبروریزی کا ہے جہاں اس خاتون [illegible] کوئی اور گواہ نہیں تو اس کا حل بھی اسلامی قانون میں موجود ہے اور ہمارے بعض فقہاء [illegible] ہے۔

ایسی صورت میں زنا کا دعوی دائر نہ کیا جائے بلکہ حرابہ کا مقدمہ [illegible] کیا جائے [illegible] گواہیاں میسر ہوں ان کے مطابق فیصلہ کرے۔

☆ ربوا: عقد کے وقت جو زیادتی [illegible] کے بدلے [illegible] ☆